49 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (جب سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام ؓ نے مشورے کے بعد سیدنا حسن بن علی ؓ کو متفقہ طور پہ خلیفہ چُن لیا تو) اللہ تعالیٰ کی قسم! سیدنا حسن بن علی ؓ پہاڑوں جیسے لشکر لے کر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے مقابلے میں آئے تھے، (جن کو دیکھ کر) حضرت عمرو بن عاص ؓ نے کہا: ”مجھے اَیسے لشکر نظر آ رہے ہیں جو مدِ مقابل کو فنا کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔“ یہ سُن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ”اَے عمرو! اگر دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو مار ڈالا تو اُنکے (پسماندگان) کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اُنکی (بیوہ) عورتوں کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اُنکے یتیم بچوں کا ذمہ دار کون ہوگا؟“ چنانچہ حضرت معاویہ ؓ نے بنی عبد شمس کے دو قریشی اَفراد، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا کہ جاؤ اور اُس شخص (سیدنا حسن بن علی ؓ) کو (صلح کی) پیش کش کرو اور اُن سے مصالحت کا مطالبہ کرو۔ وہ دونوں اُن (سیدنا حسن بن علی ؓ) کے پاس آئے اور صلح و امن کی بات چلائی۔ سیدنا حسن ؓ نے فرمایا: ”ہم بنو عبدالمطلب (ان جنگوں میں) بہت مال خرچ کر چکے ہیں (یعنی صلح کی صورت میں اُنکی کفالت کی ذمہ داری کون لے گا؟) اور یہ اُمت (ان جنگوں کی وجہ سے) اَپنے خون میں لت پت ہو چکی ہے۔“ اُن دونوں نے عرض کی: ”حضرت معاویہ ؓ آپ ؓ کو فلاں فلاں پیش کش کرتے ہیں اور کچھ مطالبات کے طلب گار ہیں (یعنی آپ ؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں)۔“ سیدنا حسن بن علی ؓ نے فرمایا: ”اس (معاہدے) کی تکمیل کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علی ؓ جو بھی مطالبہ کرتے گئے وہ دونوں اَپنے ذمہ لیتے گئے۔ (جب صلح ہو گئی تو) سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مَیں نے سیدنا ابوبکرہ ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران سیدنا حسن بن علی ؓ کو اَپنے پہلو میں لئے ہوئے کبھی اُنکی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف اور ساتھ ساتھ یہ ارشاد فرماتے جاتے: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے (یعنی اَپنی حکومت سے دستبردار ہو کر قربانی کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کرے گا) اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِسکے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروا دے گا (یعنی خلیفہ راشد سیدنا علی ؓ کی حق والی جماعت اور دوسری حضرت معاویہ ؓ کی جماعت جس نے خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی)۔“

[صحیح بُخاری : 2704 اور 7109]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کو حکومت سپرد کی تھی، اُن کی پوری تفصیلات شروحِ اَحادیث اور کتبِ تاریخ میں ہیں، مثلاً:
(1) حضرت معاویہ ؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسولُ اللہ ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین ؓ کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔ (2) حضرت معاویہ ؓ اَپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمت کو خلیفہ کے انتخاب کیلئے شوریٰ پہ چھوڑیں گے۔ (3) سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُنکے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائیگی۔ (4) آلِ محمد ﷺ کیلئے خُمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ خلفاء راشدین ؓ کے اَدوار سے ملتا آ رہا ہے۔ (5) سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ پر بنو اُمیہ کے منبروں سے ہونے والا سب وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اَفسوس ان شرائط کی پابندی ویسے نہ کی گئی جیسا کہ اِسکا حق تھا!!!

[الاستیعاب لابن عبدالبر ، الاصابۃ لابن حجر ، البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر ، فتح الباری لابن حجر تحت الحدیث البُخاری : 7109]

50 **المُصنف لابن ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عُمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں اور ایک دوسرا شخص، سیدنا حسن بن علی ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ سیدنا حسن ؓ اُس شخص سے بار بار فرماتے: ”مجھ سے (جو علمی بات پوچھنی ہے) پوچھ لو اُس وقت سے پہلے کہ تم نہ پوچھ سکو۔“ اُس شخص نے عرض کی کہ مَیں آپ ؓ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا (ہم تو صرف عیادت کیلئے حاضر ہوئے ہیں)، اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو صحت عطا فرمائے۔ پھر آپ ؓ اُٹھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: ”اَبھی اَبھی مَیں نے اَپنے جگر کا ٹکڑا تھوکا ہے، جسے میں اس لکڑی سے اُلٹ پلٹ رہا تھا، مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے، اور اس بار تو وہ (زہر) بہت ہی سخت تھا۔“ سیدنا عُمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اَگلے دن ہم دوبارہ صبح صبح سیدنا حسن ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے، تو وہ حالتِ نزع میں تھے اور اسی دوران سیدنا حسین بن علی ؓ آئے اور آپ ؓ کے سرِ مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا: ”اَے میرے بھائی جان! آپ ؓ کو زہر دینے والا کون ہے؟“ سیدنا حسن ؓ نے پوچھا: ”کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟“ عرض کیا: ”جی ہاں!“ سیدنا حسن ؓ نے فرمایا: ”اگر میں نے مجرم کو صحیح شناخت کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود سخت انتقام لینے والا ہے، اور اگر وہ بے گناہ ہے، تو مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ (میری وجہ سے) مار دیا جائے۔“

[المُصنف لابن ابی شیبۃ : 38514 ، المُستدرک لِلحاکم : 4816 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظھیر فی السُّنۃ - 26 : إسنادہ صحیح]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ کی شہادت اور اُس کے بعد پیدا ہونے والی بھیانک صورتحال کا بالکل صحیح صحیح اِدراک کرنے کیلئے یہاں درج ذیل اَہم ترین حدیث دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

51 **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس وفد بن کر گئے، (اس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی ؓ فوت ہو گئے ہیں؟“ سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ ؓ جن کا نام اَگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: ”تم اِسے مصیبت سمجھتے ہو؟“ سیدنا مقدام ؓ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”مَیں اسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اَپنی گودِ مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرما رہے تھے: ”یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔“ بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: ”وہ (حسن ؓ) تو ایک اَنگارہ تھا

جسے اللہ تعالیٰ نے بجھادیا۔" (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آکر ارشاد) فرمایا: "مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ ؓ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔ اَے معاویہ ؓ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔" حضرت معاویہ ؓ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا: "میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟" حضرت معاویہ ؓ نے کہا: "ہاں!" پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا:" میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟" حضرت معاویہ ؓ نے کہا: "ہاں!" پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا:" میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟" حضرت معاویہ ؓ نے کہا: "ہاں!" پھر سیدنا مقدام ؓ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔" یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: "اَے مقدام! مجھے پتہ ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔" سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام واکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ ؓ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا: "سیدنا مقدام ؓ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔" **مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن ؓ فوت ہوگئے ہیں؟" سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس پر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: "تم اِسے (یعنی سیدنا حسن ؓ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟" (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے جواباً فرمایا: "مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: "یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔" [سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17321 (جلد - 7 ، صفحہ - 141) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح]

52 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی ؑ کو مبعوث فرمایا تو اُن سب ہی کی اُمت میں اُنکے کچھ حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اَصحاب ہوا کرتے جو اُس نبی ؑ کی سنت پر چلتے اور اُسکے اَحکام کی پیروی کیا کرتے۔ پھر اُن حواریوں کے بعد اَیسے نالائق لوگ اُنکے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ کچھ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (اَیسی بری صورتحال میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اَپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنے دل سے (برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا تو وہ (بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کی تو اُنھوں نے اِس (کے حدیث ہونے) کا انکار کر دیا۔ اتفاقاً مجھ سے ملنے کیلئے سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ وہاں تشریف لائے اور (مدینہ شریف کی ایک وادی) قناۃ میں قیام کیا، تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ مجھے ساتھ لے کر اُنکی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ہم اُنکے پاس بیٹھ گئے تو مَیں نے اُسی حدیث کے متعلق سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے بالکل وہی حدیث بیان کی جو مَیں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کر چکا تھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی۔ (**نوٹ:** نماز کے بعد خطبہ میں بنواُمیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر منبروں سے لعنت کرواتے تھے چنانچہ لوگ خطبہ سنے بغیر ہی اَپنے گھروں کو چلے جایا کرتے۔) تو اِس پر ایک شخص نے اُٹھ کر (مروان سے) کہا: "نماز عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔" اس پر مروان نے کہا: "بے شک وہ (دورِ نبوی ﷺ کے) طریقے تو اَب متروک ہو چکے ہیں۔" (نعوذ باللہ من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلمہ حق کے ذریعے تنبیہ کر کے) اَپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا تھا: "تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (بزورِ بازو) بدل ڈالے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل سے (بُرا جانے) اور یہ (تیسرا درجہ) سب سے کمزور ایمان کا ہے۔" **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز (عید) ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنہیں نصیحت فرماتے اور (نیکی کا) حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر تشکیل دینا ہوتا تو اُسے تشکیل دیتے اور کوئی اور خاص حکم ہوتا تو ارشاد فرماتے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے جاتے۔ سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ لوگ اسی (سنت) پر قائم تھے حتیٰ کہ ایک بار (حضرت معاویہ ؓ کا مقرر کردہ گورنر) امیر مدینہ مروان بن حکم کے ہمراہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ (کی نماز کے لئے) نکلا اور جب ہم عیدگاہ میں پہنچے تو ناگہاں دیکھا کہ کثیر بن صلت نے وہاں ایک منبر تیار کیا ہوا تھا، اور مروان بن حکم نے نماز سے پہلے ہی اُس منبر پر (بغرض خطبہ) چڑھنا چاہا تو میں نے اُس کے لباس کو پکڑ کر کھینچا (یعنی سنت کی مخالفت سے روکنا چاہا) مگر وہ دامن چھڑا کر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے (ہی) خطبہ دے ڈالا۔ میں نے کہا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے (سنت نبوی ﷺ کو) بدل ڈالا۔" اُس (مروان بن حکم) نے کہا: "اے ابوسعید! جس (سنت) کو تم جانتے ہو وہ رخصت ہو چکی۔"

میں نے جواباً کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جس (سنت) کو جانتا ہوں وہ اِس (بدعت) سے بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا۔'' اُس نے کہا: ''اَصل بات یہ ہے کہ لوگ نماز کے بعد ہمارے (خطبے کے) لئے بیٹھتے نہیں تھے، لہذا میں نے اُس (خطبے) کو نماز سے پہلے مقرر کرلیا ہے۔'' [صحیح مُسلم : 179 اور 177 ، صحیح بُخاری : 956 ، صحیح مُسلم : 2053]

53 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا یوسف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مروان بن حکم کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ نے حجاز کیلئے اَپنا گورنر مقرر کیا تو اُس نے (مسجد نبوی ﷺ میں) خطبہ دینے کے دوران (حضرت معاویہ ﷛ کی زندگی میں ہی) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگوں سے اُسکے باپ کے بعد (خلیفہ بننے کیلئے پیشگی ہی) بیعت لے سکے۔ (اُسکی تقریر سن کر) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر ﷛ نے اُس (مروان) سے کچھ کہہ دیا (سیدنا عبدالرحمٰن ﷛ کے اُن کھرے کھرے جوابی اَلفاظ کا ذکر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں موجود ہے) مروان نے (غصہ میں) حکم دیا کہ اُنھیں گرفتار کرلیا جائے۔ چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن ﷛ (جان بچانے کی خاطر اَپنی بہن) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر (جو مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ ملحق تھا) میں داخل ہوگئے۔ جب وہ (حکومتی کارندے) اُنھیں نہ پکڑ سکے تو مروان بن حکم نے (غصہ میں آکر گستاخی کرتے ہوئے) کہا کہ بیشک یہ وہی شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: ''اور وہ شخص کہ جس نے کہا اَپنے والدین سے کہ اُفسوس ہے تمہارے حال پر، کیا تم مجھے اس بات کی دھمکی دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی قومیں گزر چکی ہیں۔۔۔۔۔ یہ دھمکیاں تو صرف اَگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔'' [اَلاحقاف : 17] (مروان کی طرف سے آلِ ابی بکر ﷛ پر لگائے گئے اِس گستاخانہ اور جھوٹے اِلزام پر) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ہی جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''ہم (آلِ ابی بکر ﷛) سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُسکے جو (سورۃ النور میں) میری برأت سے متعلق نازل ہوا تھا۔'' سُنن النسائی الکُبریٰ اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن زیاد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ ﷛ نے اَپنے بیٹے (یزید بن معاویہ) کیلئے بیعت لی تو مروان بن حکم نے کہا: ''سیدنا ابوبکر ﷛ اور سیدنا عمر ﷛ کی سنت ہے (کہ اُنھوں نے اَپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا تھا)۔'' سیدنا عبدالرحمٰن ﷛ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو ہرقل اور قیصر (جیسے بادشاہوں) کی سنت ہے (کہ باپ کے بعد اُسکا بیٹا حکمران بنے)۔'' تو مروان نے کہا: ''بیشک یہ وہ شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری تھی: [اَلاحقاف : 17] جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو اُنھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اُس (مروان) نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں فرمائی، اور اگر مَیں چاہوں تو اُسکا نام بھی بتا سکتی ہوں جسکے متعلق وہ نازل ہوئی (حقیقت تو یہ ہے کہ) بیشک میں نے خود سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی تھی جبکہ مروان اُس وقت اَپنے باپ کی پشت میں تھا، پس مروان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی لعنت کا ایک ٹکڑا ہے۔''

[صحیح بُخاری : 4827 ، سُنن النسائی الکُبریٰ : 11491 ، المُستدرک لِلحاکم : 8483 ، قال الامام حاکم : إسناده صحیح علی شرط البُخاری و مُسلم]

54 الاوائل لابنِ ابی عاصم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوذر غفاری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنواُمیہ سے ہوگا۔'' اِسی کے تحت اَپنے مجموعہ میں محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ (المُتوفی-1420 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِس حدیث میں سنت کو تبدیل کردینے سے مراد خلیفہ کے اِنتخاب کے طریقے کو بدل کر اُسے وراثت بنا دینا ہے۔'' مُسند ابی یعلی اور مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن سبع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔'' ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! جو کوئی بھی اَیسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُسکے اہل وعیال سمیت تباہ و برباد کردیں گے۔ سیدنا علی ﷛ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ اَیسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔'' اُس شخص نے عرض کی: اَے امیر المومنین! اَپنے بعد ہمارے لئے اَپنا کوئی خلیفہ مقرر فرما دیں۔ سیدنا علی ﷛ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ مَیں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' لوگوں نے عرض کی: اگر آپ ﷛ ہمیں بغیر خلیفہ کے چھوڑے جا رہے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی تو کیا جواب دینگے؟ سیدنا علی ﷛ نے فرمایا: ''مَیں عرض کروں گا کہ اَے اللہ تعالیٰ مَیں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اَب تیری مرضی ہے چاہے تو اُنکی اِصلاح فرما دے، اور چاہے تو اُنکو تباہ و برباد فرما دے۔''

[الاوائل لابنِ ابی عاصم : 63 ، السلسلة الصحیحة : 1749 ، مُسند ابی یعلی : 586 ، مَجمعُ الزوائد : 14782 ، قال الامام الهیثمی و الشیخ حسین سلیم : إسناده صحیح]

55 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن میں تھا اور وہاں میری ملاقات دو یمنی باشندوں، ذوکلاع اور ذوعمرو سے ہوئی، میں اُنہیں رسولُ اللہ ﷺ کی احادیث سنانے لگ گیا، (یہ سن کر) ذوعمر کہنے لگے ''اگر آپ کی باتیں اَپنے نبی ﷺ کے بارے میں درست ہیں تو پھر (سن لو کہ) اُن (نبی ﷺ) کی وفات کو تو تین دن گزر چکے ہیں۔'' پھر وہ میرے ساتھ ہی سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ ہمارے سامنے مدینہ منورہ سے آنے والا ایک قافلہ نمودار ہوا، اور ہم نے اُن سے (نبی ﷺ کے متعلق) پوچھا تو اُنہوں نے بتایا رسولُ اللہ ﷺ وفات پاگئے اور سیدنا ابوبکر ﷛ کو خلیفہ بنا لیا گیا ہے اور سب لوگ اَمن وامان سے ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: ''اَپنے خلیفہ کو بتانا کہ ہم آرہے تھے (مگر اَب واپس ہو رہے ہیں) اور شاید دوبارہ واپس آئیں گے اِن شاء اللہ۔ پھر وہ یمن کو لوٹ گئے۔ چنانچہ میں نے (مدینہ منورہ پہنچ کر) سیدنا ابوبکر ﷛ سے اُن کا سارا قصہ بیان کیا تو اُنہوں نے فرمایا: ''تم اُنہیں (میرے پاس) لے کر کیوں نہیں آئے؟'' پھر کچھ عرصہ بعد (ملاقات ہونے پر) ذوعمرو نے مجھ سے کہا: ''اَے جریر! میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اور میں تمہیں ایک (خاص) بات بتلاتا ہوں کہ تم عرب اُس وقت تک خیر و اِصلاح میں رہو گے جب تک تم اَپنے حاکم کے اِنتقال پر دوسرا حاکم بنا لو گے، مگر پھر جب (حصول

کے لئے) تلوار (استعمال) ہوگی تو (تمہارے حاکم) بادشاہ بن جائیں گے جو بادشاہوں کی طرح غضب ناک ہوا کریں گے اور بادشاہوں ہی کی طرح خوش ہوں گے۔'' (یعنی اُن
اقتدار کے مزاج شاہانہ اور اطوار جابرانہ ہوں گے) **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں مِنٰی میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ
کے گھر میں تھا اور وہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے آخری حج میں اُنکے ساتھ تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ لوٹ کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے: '' کاش تم اُس شخص کو دیکھتے جو آج
امیر المومنین ؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اَے امیر المومنین ؓ ! کیا آپ ؓ اُس فلاں شخص سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے کہ جو یہ کہتا ہے کہ اگر سیدنا عمر ؓ فوت ہو گئے تو مَیں فلاں
شخص کی بیعت کرلوں گا کیونکہ سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت بھی تو اَچانک (بغیر کسی منصوبے کے) ہوئی تھی اور کامیاب رہی تھی؟ '' اُسکی یہ خبر سُن کر سیدنا عمر ؓ غصے میں آگئے اور فرمایا: '' ان
شاء اللہ تعالیٰ آج شام مَیں ضرور لوگوں کو خطبہ دوں گا اور اُنہیں اِن (سازشی) لوگوں سے خبردار کروں گا جو لوگوں سے معاملات (یعنی اقتدار) چھین لینا چاہتے ہیں۔'' اس پر سیدنا عبدالرحمٰن
بن عوف ؓ نے عرض کیا: '' اَے امیر المومنین ؓ ! اَبھی اَیسا نہ کیجئے گا کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے عامی اور بازاری لوگ بھی جمع ہوئے ہوتے ہیں اور یہی لوگ خطبے کے وقت آپ ؓ
کے قرب و جوار میں اکٹھے ہوں گے اور مجھے خوف ہے کہ آپ ؓ کوئی بات ایسی کہہ دیں کہ جو غلط مطلب و مفہوم کے ساتھ ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے درست سیاق و سباق کے ساتھ نہ
سمجھ پائیں، لہٰذا آپ ؓ تھوڑا سا انتظار کرلیں، حتیٰ کہ آپ ؓ مدینہ منورہ پہنچ جائیں جو کہ ہجرت اور سنت کا گڑھ ہے، وہاں آپ ؓ سمجھدار لوگوں اور معززین کے ساتھ مخصوص مجلس
میں بات کریں تاکہ آپ ؓ کی گفتگو کو صحیح اور موزوں مفہوم میں لیا جاسکے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: '' ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم ! ان شاء اللہ تعالیٰ مَیں مدینہ منورہ پہنچتے ہی
پہلا کام یہی کروں گا۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آئے، اور جمعہ کے دن مَیں سورج ڈھلتے ہی جلدی (مسجد میں) چلا گیا۔
مَیں نے دیکھا کہ سیدنا سعید بن زید ؓ منبر کے پاس پہلے سے تشریف فرما ہیں، مَیں بھی اُنکے قریب ہی بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا اُنکے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ اَبھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سیدنا عمر
بن خطاب ؓ تشریف لے آئے۔ اُنہیں آتا دیکھ کر مَیں نے سیدنا سعید ؓ سے کہا کہ آج وہ اَیسا خطبہ دیں گے کہ خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے آج تک ویسا خطبہ نہیں دیا ہوگا۔ سیدنا سعید
ؓ نے میری بات سے اتفاق نہ کیا اور کہنے لگے کہ نہیں، کوئی نئی بات نہیں کہیں گے۔ سیدنا عمر ؓ آکر منبر پر بیٹھ گئے، اور جب مؤذن (اذان سے) فارغ ہوگیا تو آپ ؓ نے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: '' آج مَیں ایسی بات کہنے والا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سجھائی گئی ہے، شاید یہ میری زندگی کی آخری گفتگو ہو، جو شخص بھی اسے سُن لے اور سمجھ لے تو
اُسکا فرض ہے کہ جہاں تک وہ اُسے پہنچا سکے، پہنچا دے، اور جو اسے نہ سمجھ سکے، تو مَیں اُسے اجازت نہیں دیتا کہ اِسے آگے بیان کرے اور (کم فہمی کی وجہ سے) غلط بیانی کا مرتکب
ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ اگر سیدنا عمر ؓ فوت ہو گئے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کرلیں گے۔ اَے لوگو ! دیکھنا تم میں سے کسی شخص کو اس
بات سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت بھی تو اچانک ہوئی تھی اور اِسکے باوجود منعقد ہوگئی تھی اور کامیاب ٹھہری تھی۔ خبردار ! وہ بیعت واقعی ہوئی تو اسی طرح اَچانک تھی لیکن اللہ
تعالیٰ نے (محض اَپنے فضل و کرم سے خاص) اُس موقع پر شرارت اور فتنہ سے محفوظ رکھا (اور سب مسلمانوں نے اُس بیعت کو تسلیم کرلیا تھا) لیکن اَب تم میں (قیامت تک) سیدنا ابوبکر ؓ
جیسا کون ہوسکتا ہے کہ سب کے سب اُس ایک پر متفق بھی ہو جائیں (یعنی اَب اَیسا دوبارہ ہونا ممکن ہی نہیں لہٰذا اَب خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں مشاورت کے بغیر کوئی چارہ نہیں) اَب
جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) وہ بیعت کرنے والا اور جسکی بیعت کی گئی ہوگی، (فساد کے) نتیجے میں دونوں ہی
قتل کردیئے جائینگے۔'' **مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے۔۔۔۔۔۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے ارشاد فرمایا: '' اَب جس
نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) نہ تو بیعت کرنے والے کی بیعت صحیح ہوگی اور نہ جس (خلیفہ) کی بیعت کی گئی اُس کی
بیعت منعقد ہوگی۔''

[صحیح بُخاری : 4359 اور 6830 ، مُسند احمد : 391 (جلد - 1 ، صفحہ - 242)، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : إسناده صحیح علی شرط مُسلم]

56 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے (علوم کے) پیالے محفوظ کیے ہیں، ایک (علمِ شریعت) کو مَیں
نے لوگوں میں نشر کردیا ہے، اور دوسرے (مستقبل میں ہونے والے فتنوں سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں) کو اگر بیان کردوں تو (ان موجودہ حکمرانوں کے کرتوتوں کی
اصلیت کھلنے کے باعث اُنکی طرف سے) میری شہ رگ ہی کاٹ دی جائے گی۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں مسجدِ نبوی
شریف میں سیدنا ابوہریرہ ؓ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ مروان (بن حکم) بھی تھا۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ مَیں نے صادق و مصدوق (رسول اللہ ﷺ) کو فرماتے ہوئے
سُنا تھا: '' میری اُمت کی ہلاکت خاندانِ قریش (میں سے بنواُمیہ) کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔'' (والعیاذ باللہ تعالیٰ) یہ سُن کر مروان (خود ہی) کہنے لگا: '' اُن چھوکروں
پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو! '' سیدنا ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: '' اگر مَیں چاہوں تو بنوفلاں اور بنوفلاں کہہ (کر اُن چھوکروں کے نام بھی بتا) سکتا ہوں۔'' (راویِ حدیث کہتے ہیں کہ) جب وہ
لوگ شام کے حکمران بن گئے تو مَیں اَپنے دادا (یعنی سعید تابعی رحمہ اللہ) کے ساتھ بنومروان کے پاس جایا کرتا تھا، تو میرے دادا جان جب اُن کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے:
'' عین ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکے ہوں۔'' ہم نے اُن سے جواباً عرض کیا: '' آپ (سعید تابعی رحمہ اللہ) ہی بہتر جانتے ہیں۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ
بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: '' قریش کا یہ قبیلہ (مراد بنواُمیہ، اور اِسکے ثبوت میں مقالہ کی حدیث نمبر 2 پہلے ہی گزر چکی ہے) میری اُمت کو برباد کرے گا۔''
ہم نے عرض کیا: '' اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! پھر آپ ﷺ ہمیں (اَیسی حالت میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ '' آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: '' کاش کہ لوگ اُن سے الگ ہی
رہیں (یعنی اُن حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی برے عمل میں ہرگز شریک نہ ہوں)۔''

[صحیح بُخاری : 120 اور 7058 ، صحیح مُسلم : 7325]

57 مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: ''70 کی دہائی کے آغاز (61-ہجری) اور چھوکروں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔'' دلائل النبوۃ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے ہوئے یہ دُعا مانگا کرتے: ''اَے اللہ تعالیٰ! مجھے 60 تک باقی نہ رکھنا۔ (لوگو!) تمہاری بربادی ہو، حضرت معاویہ ؓ کی کنپٹیوں کو مضبوطی سے پکڑ (کر انھیں روک) لو۔ اَے اللہ تعالیٰ! مجھے چھوکروں کے دورِ اقتدار تک باقی نہ رکھنا۔'' مُسندِ ابی یعلیٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) آپ ﷺ کے منبر شریف پر اُچھل کر چڑھتے ہیں اور اُترتے ہیں۔ (خواب کے بعد) آپ ﷺ سخت طیش میں آ گئے اور ارشاد فرمایا: ''مَیں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) میرے منبر پر بندروں کی طرح اُچھل کُود کر رہے ہیں!'' سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے: ''اس (غیبی خبر ملنے) کے بعد وفات تک آپ ﷺ کو کبھی مطمئن اور ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔''

[مُسندِ احمد : 8302 (جلد - 4 ، صفحہ - 313) ، مشکوۃ المصابیح : 3716 ، دلائل النبوۃ للبیھقی : 2801 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-6 : إسنادہ صحیح]

[مُسندِ ابی یعلیٰ : 6430 ، قال الشیخ حسین سلیم اسد و الشیخ ارشاد الحق الاثری و الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-6 : إسنادہ صحیح]

58 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عائذ بن عمرو ؓ ، عبیداللہ بن زیاد (جو یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کیلئے گورنر مقرر تھا) کے پاس آئے اور (بطورِ نصیحت) فرمایا: ''اَے بیٹا! مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سُنا ہے: ''بدترین حکمران وہ ہیں، جو ظالم ہوں، اس لئے تم اُن میں شامل ہونے سے بچ جاؤ۔'' یہ سُن کر وہ (عبیداللہ بن زیاد گستاخی کرتے ہوئے) بولا: ''بیٹھ جاؤ، تم تو صحابہ ؓ میں سے محض بھوسہ (ایک گرے پڑے غیر اہم شخص) ہو۔'' سیدنا عائذ بن عمرو ؓ نے جواباً فرمایا: ''کیا صحابہ ؓ میں سے بھی کوئی شخص بھوسہ تھا؟ بھوسہ تو اُن کے بعد میں آنے والے (تم جیسے) لوگوں میں ہے۔'' سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو طالوت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا ابو برزہ ؓ کو (گورنرِ یزید بن معاویہ) عبیداللہ بن زیاد کے پاس آتے دیکھا جبکہ وہ دسترخوان پر تھا۔ اُس نے سیدنا ابو برزہ ؓ کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''یہ ہے تمہارا ٹھگنا محمدی ﷺ!'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا ابو برزہ ؓ اُس کی (طنزیہ) بات کو سمجھ گئے اور جواباً فرمایا: ''مجھے گمان نہیں تھا کہ مَیں اَیسے لوگوں (کے دورِ حکومت) تک زندہ رہوں گا جو مجھے رسولُ اللہ ﷺ کی صحبت پر عار دلائیں گے۔'' عبیداللہ بن زیاد بولا: ''محمد ﷺ کی صحابیت تمہارے لئے باعثِ زینت ہے، عار کا سبب نہیں۔'' پھر کہنے لگا: ''مَیں نے تمہیں اس لئے بلوایا ہے کہ تم سے حوض (کوثر) کے متعلق پوچھوں، کیا تم نے رسولُ اللہ ﷺ سے اُس کے بارے میں کچھ سنا تھا؟'' سیدنا ابو برزہ ؓ نے فرمایا: ''ہاں! نہ ایک بار، نہ دو بار، نہ تین بار، نہ چار بار اور نہ پانچ بار (یعنی متعدد بار سُنا) اور جو شخص اُس (حوضِ کوثر) کے وجود کا اِنکار کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے پینا نصیب نہ فرمائے۔'' سیدنا ابو طالوت تابعی کا بیان ہے کہ پھر سیدنا ابو برزہ ؓ غصے کی حالت میں وہاں سے تشریف لے گئے۔''

[صحیح مُسلم : 4733 ، سُنن ابی داؤد : 4749 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح]

59 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا براء بن عازب ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: ''اَنصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا، اور اَنصار سے صرف منافق ہی بُغض رکھے گا۔ چنانچہ جس نے اَنصار سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اور جس نے اَنصار سے دُشمنی رکھی تو اللہ تعالیٰ اُس سے دُشمنی رکھے گا۔'' صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا انس ؓ بیان فرماتے ہیں رسولُ اللہ ﷺ سرِ مبارک پر پٹی باندھے (مرضِ وفات میں) باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے اور اُسکے بعد آپ ﷺ کبھی منبر پر تشریف نہ لا سکے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ''مَیں اَنصار کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داریاں نبھا چکے، اَب اُنکے حقوق باقی ہیں۔ تم (میرے بعد) اُنکے نیکوکاروں کی طرف سے عذر قبول کرنا اور اُنکے خطاکاروں سے درگزر کرنا۔'' صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی تو مَیں بھی اَنصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور اَنصار دوسری گھاٹی میں تو مَیں اَنصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اَنصار اَستر (اَندرونی لباس) ہیں جبکہ باقی لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔ (اَے اَنصار!) بیشک تم لوگ میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ جو رسولُ اللہ ﷺ کے میزبان بنے تھے، جب غزوہ روم میں شریک ہوئے تو (اَمیرِ لشکر) حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے کہا: ''کیا تم قاتلینِ عثمان ؓ میں شامل نہیں؟'' اور اُنکے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا، پھر غزوہ سے واپسی پر بھی اَیسا ہی سلوک کیا اور اُنکی طرف کوئی توجہ نہ دی تو سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ نے حضرت معاویہ ؓ سے فرمایا: رسولُ اللہ ﷺ نے ہم (اَنصاریوں) سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ تم لوگ کن کن آزمائشوں میں مبتلا ہو گے! حضرت معاویہ ؓ نے کہا تو پھر رسولُ اللہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا تو پھر تم صبر ہی کرو۔ اِس (گستاخی) پر سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ غصہ میں آ گئے اور قسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ ؓ سے کلام نہیں کروں گا۔ جب سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہاں سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ اُن کو ملنے کیلئے آئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: مَیں آپ ؓ کیلئے آج وَیسے ہی گھر خالی کر دوں گا جیسے آپ ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ کی مہمان نوازی کیلئے کیا تھا۔ پھر اُنھوں نے اَپنے گھر والوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور سارا گھر ساز و سامان سمیت سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ کو تحفے میں دے دیا، پھر پوچھا کوئی اور حاجت؟ سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ نے فرمایا: مجھ پر چار ہزار درھم کا قرضہ ہے اور مجھے اَپنی زمین پر کام کرنے کیلئے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔ اِس پر سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے سیدنا ابو ایوب اَنصاری ؓ کو بیس ہزار درھم اور چالیس غلام تحفے میں دے دیئے۔

[صحیح بُخاری : 3783 ، 3799 اور 4330 ، اَلمُستدرک للحاکم : 5935 اور 5941 ، قال الامام حاکم و الامام الذھبی : إسنادہ صحیح]

60 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: عبدالرحمٰن بن شماسہ کا بیان ہے، میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا۔ اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کس جگہ کے لوگوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا: مصر والوں میں سے ہوں۔ اس پر اُنہوں نے فرمایا: تمہارے موجودہ حاکم (جس نے حضرت معاویہ ؓ کی حمایت میں سیدنا علی ؓ کی طرف سے مقرر کردہ مصر کے حاکم میرے بھائی محمد بن ابی بکر ؓ پر چھپ کر حملہ کر کے اُنھیں شہید کر کے مصر پر قبضہ کرلیا) کا کیا حال تھا اُس لڑائی میں؟ میں نے عرض کیا: میں نے تو اُس نئے حاکم میں کوئی بات بری نہیں دیکھی، ہم میں سے کسی کا اونٹ مرجاتا تو وہ اُسے نیا اونٹ دیتا ہے۔ اور اگر ہمارا غلام مرجائے تو نیا غلام دے دیتا ہے۔ اور اگر خرچہ کی ضرورت پڑ جائے تو خرچہ بھی دے دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے اُس حاکم نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر ؓ کے ساتھ جو سلوک کیا (یعنی محمد بن ابی بکر ؓ کو شہید کر کے اُنکی لاش مردہ گدھے کی کھال میں ڈال کر جلائی گئی) یہ حرکت مجھے اُس حدیث کو بیان کرنے سے نہیں روک سکتی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اسی حجرہ میں فرمایا تھا: ’’اَے اللّٰہ تعالیٰ! میری اُمت کا جو حاکم لوگوں پر سختی کرے، تو بھی اُس پر سختی فرما اور جو حاکم اُن لوگوں پر نرمی کرے، تو بھی اُس پر نرمی فرما۔‘‘ اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: مروان بن حکم کا بیان ہے کہ میں حضرت معاویہ ؓ کے ہمراہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اُنھوں نے فرمایا: ’’اَے معاویہ! تم نے حجر بن عدی اور اُن کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور تم نے کیا کچھ نہیں کیا۔ تجھے اِس بات سے ذرا خوف نہیں آتا کہ میں تیرے لئے ایک آدمی چھپا کر رکھوں اور وہ تجھے (خفیہ حملہ کر کے) قتل کر دے؟ حضرت معاویہ ؓ نے عرض کیا: (آپ اَیسا نہ کریں کیونکہ) میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’اِیمان اَچانک حملہ کر کے قتل کرنے سے روکتا ہے، مومن اَچانک حملہ نہیں کرتا۔‘‘ (**نوٹ**: سیدنا علی ؓ کے حامی مشہور صحابی سیدنا حجر ابن عدی ؓ اور اُن کے ساتھیوں کی مظلومانہ شہادت کی مکمل تفصیلات اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث نمبر **5972** سے **5984** میں موجود ہیں)۔

مُسند اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید بن میسب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ، اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ میں ایک آدمی کو خفیہ طور پر بٹھا دوں اور وہ تمہیں قتل کر دے؟ حضرت معاویہ ؓ نے عرض کیا: آپ اَیسا نہیں کر سکتیں، کیونکہ میں تو اَمن والے گھر میں ہوں اور میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ’’اِیمان بہادری کو بیڑی ڈال دیتا ہے۔‘‘ اَچھا آپ یہ بتائیے کہ میرا آپکے ساتھ اور آپکی ضروریات کے حوالے سے رَویہ کیسا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صحیح ہے۔ حضرت معاویہ ؓ نے عرض کیا: ’’تو پھر آپ ہمیں اور باقی لوگوں کو اَپنے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم اَپنے پروردگار سے جا ملیں۔‘‘

[صحیح مُسلم : 4722 ، المُستدرک لِلحاکم : 8038 ، مُسندِ احمد : 16957 (جلد - 7 ، صفحہ - 21) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

نوٹ: سیدنا اِمام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ’’رسولُ اللّٰہ ﷺ سے روایت کردہ اَحادیث کے معاملہ میں حضرت معاویہ ؓ کی ذات پر کوئی تہمت نہیں ہے۔‘‘ (یعنی حضرت معاویہ ؓ کے بعض اَعمال کی وجہ سے اُنکی اَحادیث پر اَثر نہیں پڑتا کیونکہ کسی صحابی سے رسولُ اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا ثابت نہیں۔ اِسی لئے اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ مسلمہ اُصول ہے: ’’الصحابۃ کلھم عدول‘‘ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادِل ہیں)۔ [سُنن ابی داؤد : 4129 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

نوٹ: امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے اُستاد اِمام علی بن جعد رحمھم اللہ (اَلمُتوفی-230 ھجری) فرماتے ہیں: ’’مجھے یہ برا نہیں لگے گا کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ ؓ کو (قیامت کے دن) عذاب دے۔‘‘ [تھذیب التھذیب لاِمام ابن حجر : جلد - 7 ، صفحہ - 257 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی قیام رمضان ، صفحہ - 77 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ: امام مُلا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (اَلمُتوفی-1014 ھجری) لکھتے ہیں: ’’میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہ ؓ پر واجب تھا کہ وہ اَپنی بغاوت سے رجوع کر کے خلیفہ برحق سیدنا علی ؓ کی اطاعت کی طرف آجاتے، اُنکی مخالفت چھوڑ دیتے اور خلافتِ منفیہ کی طلب ترک کر دیتے، جو اُنہوں نے نہیں کیا، تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ ؓ باطن میں باغی تھے اور ظاہر میں صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے خونِ عثمان ؓ کو ڈھال بنائے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ حدیث (جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے: ’’سیدنا عمار ؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی) اُن کی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنے والی ہے اور اُن کی بغاوت کو روکنے والی ہے تاہم کتابِ تقدیر میں اِسی طرح لکھا ہوا تھا جیسا کہ ہوگیا، حضرت معاویہ ؓ کے عمل اور رویہ کی وجہ سے قرآن وحدیث دونوں مھجور ومتروک ہوگئے۔‘‘ [مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لاِمام مُلا علی قاری حنفی ، تحت الحدیث : مشکاۃ المصابیح : 5878]

نوٹ: امام محمد ابن عبدالوہاب رحمہ اللہ (اَلمُتوفی-1206 ھجری) کے بیٹے اِمام عبداللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ’’حضرت معاویہ ؓ نے اہل شام سمیت سیدنا علی ؓ کی بیعت نہیں کی، پھر اُن کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ اُن پر قتل عثمان ؓ میں اِعانت اور اُس پر رضامندی کا الزام بھی دھرا۔ مگر اللّٰہ تعالیٰ نے سیدنا علی ؓ کو اُس الزام سے بچالیا ------ سیدنا عمار ؓ کی شہادت کے بعد حضرت عمرو بن عاص ؓ نے لڑائی ترک کر دی، اور بہت سے لوگوں نے بھی اُنکی پیروی کی۔ حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے پوچھا: ’’تم نے لڑائی کیوں ترک کی ہے؟‘‘ اُنہوں نے کہا: ’’ہم نے عمار ؓ کو قتل کر دیا ہے۔ اور میں نے رسولُ اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’عمار ؓ کو باغی جماعت قتل کرے گی!‘‘ معلوم ہوا کہ ہم باغی ہیں۔‘‘ معاویہ ؓ بولے: ’’خاموش رہو! واللّٰہ! تم اونٹ کی طرح ہمیشہ اَپنے ہی پیشاب سے پھسلتے ہو۔ کیا ہم نے اُنکو قتل کیا ہے؟ اُن کو علی ؓ اور اُنکے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جنھوں نے اُن کو ہمارے درمیان لا پھینکا۔ ہم تو اَپنے بچاؤ کیلئے لڑ رہے تھے، جس میں وہ قتل ہوگئے۔‘‘ سیدنا علی ؓ کو اسکی خبر ہوئی تو (اِلزامی جواب کے طور پر) فرمایا: ’’اگر ہم نے اُن کو قتل کیا ہے، تو پھر اپنے چچا سیدنا حمزہ ؓ کو رسولُ اللہ ﷺ نے قتل کیا ہے، جنھوں نے اُن کو کفار کے مقابلہ میں بھیجا تھا! ------ بنواُمیہ سیدنا علی ؓ کی تنقیص اور اُنکے بارہ میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے، مگر اِس عمل سے علماء کے دل میں سیدنا علی ؓ کی محبت بڑھ گئی اور قدر ومنزلت میں اضافہ ہوگیا۔ عمر بن عبداللہ بن زبیر ؓ کہتے ہیں: ’’بنواُمیہ 60 سال تک اُن کو گالیاں دیتے رہے مگر وہ اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ اُنکی شان پہلے سے بھی بلند ہوگئی۔‘‘ [سیرۃ الرسول ﷺ لاِمام عبداللہ ابن محمد ابن عبدالوھاب فی الباب: الخلافۃ علی ابن ابی طالب ؓ]